8

تذکرہ

مجاھدینِ ختمِ نبوّت

محبتِ رسول ﷺ کی انمول دولت سے مالا مال مجاہدین ختم نبوت
کی قادیانیت شکن قربانیوں کے ناقابل فراموش نقوش

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

دفاعِ ختمِ نبوّت کونسل پاکستان
پی۔او۔ باکس نمبر 81۔ جی پی او۔ دی مال۔ لاہور پاکستان
www.difaekhatmenabowat.com

عقیدہ ختم نبوت ایمان کی بنیاد بلکہ عین ایمان ہے۔اس عقیدے کا دفاع پورے کے پورے دین اسلام کا دفاع ہے۔تاریخ اسلام گواہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ظاہری حیات کے آخری دور سے لے کر آج تک نبوت کے جھوٹے دعویدار اپنی منحوس صورتوں کے ساتھ نمودار ہوتے رہے۔ایسے عناصر کی تردید اوران کے بطلان کے لیے مجاہدین ختم نبوت پُرجوش ایمانی غیرت کے ساتھ اپنی زندگانیوں کے چراغ ہتھیلیوں پر رکھ کر جلوہ افروز ہوتے چلے آئے ہیں۔یہ ایسی عظیم داستان غیرت ہے جس پر ہماری تاریخ کو فخر ہے۔حسن یوسف علیہ السلام کی جلوہ آرائی میں محو ہو کر مصر کی عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لی تھیں مگر جانثاری کا یہ کس قدر بے مثال انداز تھا کہ فاران کی چوٹیوں سے لے کر دیبل اور دہلی کی فضاؤں تک جان کائنات حضرت محمد عربی ﷺ کے عشق میں اہل وفا نے اپنے سر کٹا دیئے:

حسن یوسف علیہ السلام پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے ﷺ نام پہ مردان عرب

برصغیر پاک وہند وہ خطۂ عقیدت ومحبت ہے جہاں سے حضور سرور کائنات ﷺ کو بادصباء کے جھونکے جاتے ہیں (ان شاء اللہ)۔ یہاں کی مٹی کی تاثیر میں جوش، جرأت اور وفا شامل ہے۔اس دھرتی پر انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزا قادیانی کی طرف سے دستار ختم نبوت پر حملہ اسلامیان برصغیر کی غیرت ایمانی کو للکارنے کے مترادف تھا۔یہی وجہ تھی کہ مجاہدین ختم نبوت، مقررین ختم نبوت، مصنفینِ ختم نبوت، مُبلغین ختم نبوت اور شعراءِ ختم نبوت قادیانیت کے فتنے کی بیخ کنی کے لیے میدان عمل میں کود پڑے اور جس جانفشانی سے ڈٹ کر اس فتنے کا مقابلہ کیا، وہ ہماری غیرت وحمیت کی تاریخ کا ایک درخشاں باب ہے۔

مجاہدین ختم نبوت کا یہ قافلہ آج ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے کے لیے ہمارے دل ودماغ پہ دستک دیتا ہے کہ کون ہے جو نبی پاک ﷺ کے ساتھ وفا کا عہد کرے جو آپ ﷺ کی عزت وناموس کا پہرا دے جو ختم نبوت پر حملہ کرنے والے قادیانی لٹیروں کا رد کرے؟ آیئے اس دستک کا جواب دیتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوں، قدم اٹھائیں اور اہل جنت کے اس قافلے کے ہمراہی بن جائیں۔حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ جہاں پہلے صحابیٔ

رسول اور پہلے خلیفہ اسلام ہیں، وہاں آپ رضی اللہ عنہ پہلے محافظ ختم نبوت بھی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے سرکاری اور حکومتی سطح پر عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کر کے منکرینِ ختمِ نبوت کا استیصال کیا۔

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ (ختم نبوت کے پہلے مجاہد)

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ جن کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔ یہ اُمت محمدیہ کے وہ جلیل القدر بزرگ ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آگ کو اسی طرح بے اثر فرما دیا تھا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آتش نمرود کو گلزار بنا دیا تھا۔ یہ یمن میں پیدا ہوئے تھے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ مبارک ہی میں اسلام لا چکے تھے، لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں مل سکا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیاتِ طیبہ کے آخری دور میں یمن میں نبوت کا جھوٹا دعوے دار اسود عنسی پیدا ہوا جو لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لیے مجبور کیا کرتا تھا۔ اسی دوران اس نے حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کر دیا، پھر اس نے پوچھا کہ: ''کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہو؟'' حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ہاں''! اس پر اَسود عنسی نے ایک خوفناک آگ دہکائی اور حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ کو اس آگ میں ڈال دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے آگ کو بے اثر فرما دیا اور وہ اس سے صحیح سلامت نکل آئے۔ یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ اَسود عنسی اور اس کے حواریوں پر ہیبت طاری ہوگئی۔ چنانچہ اَسود عنسی کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان کو جلا وطن کر دو، ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی وجہ سے تمہارے پیروؤں کے ایمان میں تزلزل نہ آجائے۔ چنانچہ انہیں یمن سے جلا وطن کر دیا گیا۔ یمن سے نکل کر ایک ہی جائے پناہ تھی، یعنی مدینہ منورہ، چنانچہ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے محو سفر ہوئے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہری طور پر پردہ فرما چکے ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی اونٹنی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے کے پاس بٹھائی اور اندر آ کر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ انہوں نے ایک اجنبی مسافر کو نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے پاس آئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو گئے تو ان سے پوچھا:

''آپ کہاں سے آئے ہیں؟''

''یمن سے!'' حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً پوچھا: ''اللہ کے دُشمن (اَسود عنسی) نے ہمارے ایک دوست کو آگ میں ڈال دیا تھا اور آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا تھا، بعد میں ان صاحب کے ساتھ اَسود نے کیا معاملہ کیا؟''

حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ان کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔''

اتنی دیر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فراست اپنا کام کر چکی تھی، انہوں نے فوراً فرمایا:

''میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں؟''

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: ''جی ہاں!''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرطِ مسرت و محبت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ انہیں لے کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ انہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے اُمتِ محمدیہ کے اس شخص کی زیارت کرادی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا۔''

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم رحمہ اللہ ج:2، ص:129، تہذیب تاریخ ابن عساکر، ج:7 ص:315)

حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ (ختم نبوت کے پہلے شہید)

حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کذاب کے لوگ پکڑ کر لے گئے۔ مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ: ''کیا آپ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت کا رسول مانتے ہیں؟'' جواب دیا: ''ہاں مانتا ہوں!'' مسیلمہ نے دوسرا سوال کیا کہ ''کیا تم مجھے رسول مانتے ہو؟'' جواب میں اس صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "ان فی اذنی صما عن سماع ماتقول" میرے کان تیری اس بات (جھوٹے دعویٰ نبوت) کو سننے سے انکار کرتے ہیں۔

مسیلمہ کذاب نے اس صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ کا ایک بازو کاٹنے کا حکم دیا جو کاٹ دیا گیا۔ مسیلمہ نے اپنا سوال دُہرایا مگر جواب وہی ملا، پھر دُوسرا ہاتھ کاٹا گیا، مگر سوال دُہرانے پر جواب حسبِ سابق تھا۔ حتیٰ کہ حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے انہیں شہید کر دیا گیا۔ مگر ختم نبوت کے اس سب سے پہلے شہید نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بعد کسی اور کے لیے رسالت و نبوت کا جملہ سننے کے لیے اپنے کانوں کو آمادہ نہیں پایا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب رضی اللہ عنہم)

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام محض تقریروں سے نہیں ہوتا بلکہ عملی

قربانیوں سے ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ مجاہد ختم نبوت کو تحفظ ختم نبوت کا فریضہ اپنی جان سے بڑھ کر پیارا ہونا چاہیے۔

عہدِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں تحفظِ ختم نبوت کی پہلی جنگ:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی جنگ، یمامہ کے میدان میں مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔ اس جنگ میں سب سے پہلے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ، پھر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور آخر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے لشکر کی کمان فرمائی۔ اس پہلے معرکہ ختم نبوت میں تقریباً بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم شہید ہوئے جن میں تقریباً سات سو قرآن مجید کے حفاظ و قراء اور ستر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ مسیلمہ کذاب کا لشکر چالیس ہزار پر مشتمل تھا جس میں سے تقریباً بائیس ہزار مسیلمی میدانِ جنگ میں ڈھیر ہوئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مسیلمہ کذاب کے گروہ کے تمام بالغ افراد کو بجرمِ ارتداد قتل کر دیا جائے، عورتیں اور کم سن لڑکے قیدی بنائے جائیں اور ایک روایت (البدایہ والنہایہ ج:6، ص:310 اور طبری تاریخ الامم والملوک کی ج:2 ص، 482) کے مطابق حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے اِحراق کا بھی حکم فرمایا، لیکن آپ کا فرمان پہنچنے سے قبل حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ معاہدہ کر چکے تھے۔ مسیلمہ کذاب کو حضرت ابودسمہ بن حرب رضی اللہ عنہ (وحشی) نے قتل کیا تھا۔ ''بدایہ'' کی روایت کے مطابق طلیحہ کے بعض ماننے والوں کو بزاخہ میں قیام کے دوران ایک ماہ تک تلاش کرتے رہے تاکہ آپ ان سے مسلمانوں کے قتل کا بدلہ لیں جن کو انہوں نے اپنے اِرتداد کے زمانے میں اپنے درمیان رہتے ہوئے قتل کر دیا تھا۔ ان میں سے بعض (طلیحی مرتدین) کو آپ نے آگ سے جلا دیا اور بعض کو پتھروں سے کچل دیا اور بعض کو پہاڑوں کی چوٹیوں سے نیچے گرا دیا۔ یہ سب کچھ آپ نے اس لیے کیا تاکہ مرتدین عرب کے حالات سننے والا ان سے عبرت حاصل کرے۔

(البدایہ ج:6 ص:1166، اُردو ترجمہ مطبوعہ نفیس اکیڈمی، کراچی)

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

نبی آخری الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے ہوئے دیکھ کر مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تڑپ اُٹھے اور مسلمانوں کو مرزائی نبوت کے زہر سے بچانے کے لیے انگریز

کے ظلم و بہیمیت کے دور میں علم حق بلند کرتے ہوئے اور شمعِ جرأت جلاتے ہوئے مندرجہ ذیل فتویٰ دیا جس کا حرف حرف قادیانیت کے سومنات کے لیے گرز محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بناء پر اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائی اور مرزائی نوازوں کے بارے میں فتویٰ دیا کہ ''قادیانی مرتد اور منافق ہیں، مرتد منافق وہ ہے کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی نبی علیہ السلام کی توہین کرنا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے۔ اس کا ذبیحہ محض نجس، مردار اور حرام قطعی ہے۔ مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے۔''

(احکام شریعت ص 112، 22، 177، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

مزید فرمایا کہ ''اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سب علاقے (تعلقات) اِن سے قطع کر دیں۔ بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان (قبرستان) میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج 6، ص 51، مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کی بنیاد رکھتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِ قادیانیت کے موضوع پر کئی بلند پایہ کتب تصنیف فرمائیں یہاں صرف اُن تصانیف کا نام تحریر کیا جاتا ہے جو مرزا قادیانی کی زندگی میں اس کی تردید کے لیے زیور اشاعت سے طبع ہو کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو چکی تھیں مگر مرزا قادیانی کو زندگی بھر جواب لکھنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

1۔ جزاء اللہ عدوہ باب آیۃ ختم النبوۃ۔
2۔ اسوء التصاب علی المسیح الکذاب۔
3۔ حسام الحرمین
4۔ خلاصہ فوائد فتاویٰ
5۔ قہر الدیان علی مرتد بقادیان
6۔ المبین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند امجد اور ممتاز عالم دین مولانا انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے: ایک مرتبہ والد مرحوم نے فرمایا کہ فتنۂ قادیانیت کی وجہ سے تین ماہ تک نہیں سویا۔ اس غم اور فکر میں کہ کہیں قادیانیت کا فتنہ یونہی خودرو جھاڑیوں کی طرح پھلتا پھولتا گیا تو دین اسلام کا کیا بنے گا؟ تین ماہ کے بعد میرے قلب پر القا ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس دین کی حفاظت فرمائے گا۔'' (ان شاء اللہ)

درس میں ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ تیس سال کے عرصہ میں دس دس سال کے وقفہ سے میں نے تین مرتبہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مرتبہ توجہ دلاتے تھے کہ:

''ختم نبوت کی حفاظت کرو اور قادیانی فتنے کو نیست ونابود کرنے کی ہر ممکن سعی کی جائے۔''

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔۔۔۔۔ ''ہم سے تو گلی کا کتا ہی اچھا ہے۔ ہم اس سے بھی گئے گزرے ہیں، وہ اپنی گلی و محلے کا حق نمک خوب ادا کرتا ہے۔ ہمارے ہوتے ہوئے لوگ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کرتے ہیں اور ہم حق غلامی وامتی ادا نہیں کرتے۔ اگر ہم ناموس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحفظ کریں گے تو قیامت کے دن شفاعت کے مستحق ٹھہریں گے، تحفظ نہ کیا یا نہ کر سکے تو ہم مجرم ہوں گے اور کتے سے بھی بدتر۔'' مزید فرمایا:

''جو شخص فتنۂ قادیانیت کے خلاف کام کرتا ہے اس کا صلہ جنت ہے اور میں اس صلے کا ضامن ہوں۔''

فتنۂ قادیانیت کے آغاز کے بعد آپ کی ساری توجہ اس فتنہ کے استیصال کی طرف مبذول ہوگئی۔ حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات سے تین دن پہلے اپنی چار پائی جامع مسجد کے صحن میں رکھوا کر تمام طالب علموں اور اساتذہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا:

''تاریخ اسلام کا میں نے جس قدر مطالعہ کیا ہے اس کی بنیاد پر پورے یقین سے کہتا ہوں کہ اسلام کی تاریخ میں 14 سو سال کے اندر قادیانیت سے بڑھ کر ارتداد کا کوئی فتنہ وجود میں نہیں آیا۔ میں آپ سب حضرات اور تمام مسلمانوں کو کہتا ہوں کہ اگر نجات اُخروی اور شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے ہو تو مسلمانوں کے ایمان کو اس فتنۂ ارتداد سے بچاؤ اور اپنی ساری قوتیں اس

میں صرف کر ڈالو۔ یہ ایک ایسا جہاد ہے جس کا بدلہ جنت ہے اور میں اس بدلے کا ضامن بنتا ہوں۔''

اپنے حلقہ علمی میں بیٹھ کر فرماتے تھے کہ ''دین میں بعض خدمتیں اقوال کا تحفظ ہیں، اعمال کا تحفظ ہیں، آپ ﷺ کی سیرت وصورت کا تحفظ ہیں لیکن عقیدۂ ختم نبوت سرکار دو عالم ﷺ کی ذات کا تحفظ ہے اور ذات کا تحفظ باقی سب سے اولیٰ اور افضل ہے۔''

مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے اپنی زندگی میں تحفظ ختم نبوت کے لیے کسی بزرگ اور عالم کو اتنا دردمند نہیں دیکھا جتنا کہ مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دل میں زخم ہو گیا ہے جس سے ہر وقت خون ٹپکتا رہتا ہے۔ جب مرزا قادیانی کا نام لیتے تو فرمایا کرتے تھے ''لعین ابن لعین ابن لعین قادیان'' اور آواز میں ایک عجیب درد کی کیفیت محسوس ہوتی تھی۔ فرماتے تھے کہ لوگ کہیں گے کہ یہ گالیاں دیتا ہے، فرمایا کہ ہم اپنی نسل کے سامنے اپنی اندرونی دردِ دل کا اظہار کیسے کریں؟ ہم اس طرح قلبی نفرت اور غیظ وغضب کے اظہار پر مجبور ہیں۔''

مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ جب کبھی گفتگو یا درس کے دوران مرزا قادیانی کا نام آتا تو طبیعت میں جلال آجاتا۔ کذاب، لعین، مردُود، شقی، بدبختِ ازلی، محروم القسمت، دجال، کذاب اور شیطان کہہ کر مرزا کا نام لیتے اور اس پر بددُعائیہ جملے ارشاد فرما کر اس کے قول کو نقل کرتے۔ کسی خادم نے پوچھا: شیخ! آپ انتہائی نفیس الطبع شخصیت کے مالک ہیں، لیکن جب مرزا قادیانی کا نام آتا ہے تو اس طرح سیخ پا ہو جاتے ہیں؟ اس پر فرمایا: میاں! میرا ایمان ہے کہ جس طرح حضور ﷺ سے محبت رکھنا ایمان ہے، اسی طرح آپ ﷺ کے دُشمنوں سے بغض رکھنا بھی ایمان ہے۔ آپ ﷺ کا سب سے بڑا دُشمن مرزا قادیانی بدبخت ہے، اس لیے اس مردُود کو گالی دے کر اس سے جتنا بغض رکھیں گے، اتنا ہی زیادہ حضور ﷺ کا قرب نصیب ہوگا۔ بھلا تم اپنے باپ کے دُشمن کو اور حکومت اپنے باغیوں کو برداشت نہیں کرتی تو میں حضور ﷺ کے دُشمن کو کس طرح برداشت کرلوں۔۔۔۔؟

حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ زیادہ تر ذکر واذکار میں مصروف رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''محمد علی تم ذکر واذکار میں مصروف ہو اور قادیانی میری نبوت پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔'' چنانچہ آپ نے اپنی زندگی تحفظ ختم

نبوت کے لیے وقف کردی۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ ''دوران مراقبہ القا ہوا کہ محمد علی یہ برائی تیرے سامنے پھیل رہی ہے تو کیا کر رہا ہے؟''

حضرت مولانا مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کو فتنۂ قادیانیت کی سنگینی کا پوری شدت سے احساس تھا اور اکثر کہا کرتے تھے: ''اتنا لکھو اور اس قدر طبع کراؤ اور اس طرح تقسیم کرو کہ ہر مسلمان جب صبح سو کر اُٹھے تو اپنے سرہانے ردقادیانیت کی کتاب پائے۔''

علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ

معروف عالم دین، شعلہ نوا خطیب و سیاستدان، علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ اہل حدیث مکتبہ فکر کے فاضل عالم تھے۔ آپ نے پاکستان کے بعد مدینہ منورہ اسلامیہ یونیورسٹی سے بھی سند فراغ حاصل کی۔ عربی، اُردو، پنجابی اور کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ بڑے نڈر قسم کے عالم دین تھے۔ آپ ایک عرصہ تک جمعیۃ اہل حدیث کے مرکزی ناظم اعلیٰ بھی رہے۔ 1974ء اور 1984ء کی تحاریک ختم نبوت میں مرکزی قیادت کے شانہ بشانہ رہے۔ آغا شورش کاشمیری، نوابزادہ نصر اللہ خان، مولانا تاج محمود، مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہم سے محبت بھرا تعلق تھا۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ نے ''مرزائیت اور اسلام'' نامی کتاب تحریر فرمائی۔ اصلاً یہ عربی میں تھی۔ اس کا نام ''القادیانیۃ'' تھا۔ اُردو میں اس کا نام ''مرزائیت اور اسلام'' رکھا گیا۔ جنوری 1993ء میں یہ شائع ہوئی۔ پہلے یہ قسط وار ''الاعتصام'' میں شائع ہوتی رہی۔ پھر اسے کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔ احتساب قادیانیت کی جلد 35 میں شائع شدہ ہے۔

مولانا احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ''جب 1967ء کے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوس میں اپنی کتاب ''القادیانیۃ'' کو مکمل کر کے سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سحر گاہ دُعائے نیم شبی لبوں پر لئے باب جبرائیل کے راستے (کہ جب دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں میرا مکان اسی جانب تھا) مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر داخل ہوتا ہوں۔ لیکن روضہ اطہر کے سامنے پہنچ کر ٹھٹک جاتا ہوں کہ آج خلاف معمول روضہ معلیٰ کے دروازے کھلے ہیں اور پہرے دار خندہ رو استقبالیہ انداز میں منتظر ہیں۔ میں اندر بڑھا جاتا ہوں کہ سامنے سرور کونین رحمت عالم حضور اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رعنائیوں اور زیبائیوں کے جھرمٹ میں صدیق اکبر، فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کی معیت میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ دل خوشیوں سے معمور اور دماغ

مسرتوں سے لبریز ہوجاتا ہے اور جب میں دیر گئے باہر نکلتا ہوں تو دربان سے سوال کرتا ہوں: ''یہ دروازے تم روزانہ کیوں نہیں کھولتے؟'' جواب ملا: ''یہ دروازے روزانہ نہیں کھلا کرتے۔'' جب آنکھ کھلی تو مسجد نبوی ﷺ کے میناروں سے یہ دلکش ترانے گونج رہے تھے: ''اشھد ان محمداً رسول اللہ، اشھد ان محمداً رسول اللہ'' (ﷺ) اور صبح جب میں نے مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر کو ماجرا سنایا تو انہوں نے فرمایا: تمہیں مبارک ہو، ختم نبوت کی چوکھٹ کی چوکیداری میں خاتم النبیین ﷺ کے رب نے تمہاری کاوش کو پسند فرمایا ہے۔''

(مرزائیت اور اسلام، ص 24، 25، از علامہ احسان الٰہی ظہیر مرحوم)

آفتابِ ولایت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

قطب عالم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نور ایمانی سے مرزا قادیانی کے دعوے سے پہلے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حجاز مقدس میں بیعت و خلافت سے سرفراز کیا اور فرمایا کہ ''پنجاب میں ایک فتنہ اُٹھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے اس کے خلاف کام لیں گے۔''

1880ء میں حضرت قبلہ مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل طور پر مدینہ طیبہ میں سکونت پذیر ہونے کا ارادہ کرلیا۔ لہٰذا اس غرض سے حج کا سفر کیا۔ مدینہ طیبہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے بعد بہت خوش ہوئے کہ اب زندگی کی باقی تمام بہاریں گنبد خضریٰ کی ٹھنڈی چھاؤں تلے گزاریں گے۔ اسی روز حضور نبی کریم ﷺ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: ''مہر علی ہندوستان میں مرزا قادیانی میری احادیث کو اپنی تاویل کی قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے کررہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔ واپس جاؤ اور اس فتنہ کا سدِّ باب کرو۔''

چنانچہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے میدان میں نکل آئے اور مسلمانوں کو اس فتنہ کی شر انگیزیوں سے آگاہ کیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے: ''تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے کی پشت پر نبی پاک ﷺ کا دست مبارک ہوتا ہے۔''

امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے محاذ ختم نبوت پر گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ کی ذات قادیانیوں کی شہ رگ پر نشتر تھی۔ جب مرزا قادیانی کا نام نہاد خلیفہ نورالدین

نارووال ضلع سیالکوٹ میں وارد ہوا اور قادیانیت کی تبلیغ شروع کردی تو آپ اس وقت صاحب فراش تھے۔ چارپائی سے اُٹھا نہیں جاتا تھا لیکن عاشق رسول کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ ملعون نور الدین دندناتا پھرے اور میں یہاں لیٹا رہوں۔ فوراً حکم دیا کہ میری چارپائی اُٹھا کر نارووال لے چلو۔ آپ نے وہاں پہنچ کر نورالدین قادیانی اور اس کے باطل مذہب کی ایسی مرمت کی کہ نورالدین وہاں سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔ جب مرزا قادیانی نے اپنے بال و پر نکالے تو حضرت نے مندرجہ ذیل اعلان جاری فرمایا:

۱۔ ''سچا نبی علیہ السلام کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا، اس کا علم لُدنی ہوتا ہے، وہ روح القدس سے تعلیم پاتا ہے۔ بلاواسطہ اس کی تعلیم و تعلم خداوند قدوس سے ہوتی ہے۔ مگر جھوٹا نبی اس کے برخلاف ہوتا ہے۔

۲۔ ہر سچا نبی علیہ السلام اپنی عمر کے چالیس سال گزرنے کے بعد یکدم بحکم رب العالمین مخلوق کے روبرو اعلانِ نبوت کردیتا ہے۔ نبی علیہ السلام پیدائشی نبی علیہ السلام ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی برخلاف اس کے آہستہ آہستہ دعاوی کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ پہلے محدث، مجدد وغیرہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

۳۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جتنے نبی مبعوث ہوئے، تمام کے نام مفرد (سنگل) تھے۔ کسی سچے نبی علیہ السلام کا نام مرکب (ڈبل یا ڈبل سے زیادہ) نہ تھا۔ برعکس اس کے جھوٹے نبی کا نام مرکب ہوا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی۔

۴۔ سچا نبی کوئی ترکہ نہیں چھوڑتا ہے اور جھوٹا نبی ترکہ چھوڑ کر مرتا ہے اور اولاد کو محروم الارث کرتا ہے۔

۵۔ ''مرزائی جو مرزا غلام احمد کے پیرو ہیں، وہ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدارج کو مرزا غلام احمد کے لیے مانتے ہیں۔'' (نعوذ باللہ)

(بحوالہ ماہنامہ انوار الصوفیہ، قصور، اپریل، مئی 1961ء، ص 23)

اس کے علاوہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائی فتنہ کی سرکوبی کے لیے ملک گیر دورے کئے اور مرزا قادیانی کی عیاریوں کو بے نقاب کیا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سید عطا اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا واحد مقصد سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت اور ختم نبوت کی پاسبانی تھا۔ ساری زندگی مرزا قادیانی کی جعلی نبوت کے تعاقب میں صرف کر دی۔ قادیان وربوہ کی جھوٹی نبوت کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیا۔

حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا مقصد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس اور ختم نبوت کا پہرہ دینا تھا۔ فرماتے تھے: ''ختم نبوت کی حفاظت میرا جز وایمان ہے جو شخص بھی اس ردا کو چوری کرے گا، جی نہیں چوری کا حوصلہ کرے گا، میں اس کے گریبان کی دھجیاں اُڑا دونگا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کا نہیں، نہ اپنا، نہ پرایا میں انہیں کا ہوں، وہ میرے ہیں جن کے حسن و جمال کو خود رب کعبہ نے قسمیں کھا کھا کر آراستہ کیا ہو، میں اُن کے حسن و جمال پر نہ مرمٹوں تو لعنت ہے مجھ پر اور لعنت ہے ان پر جو ان کا نام تو لیتے ہیں لیکن چوروں کی خیرہ چشمی کا تماشہ دیکھتے ہیں۔''

غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں آپ کو بہت بڑا مقام عطا فرمایا۔ حضرت مولانا رسول خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک دستار لائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اُٹھو اور میرے بیٹے عطاء اللہ کے سر پر باندھ دو میں اس سے خوش ہوں کہ اس نے میری ختم نبوت کے لیے بہت کام کیا ہے۔

اکثر فرماتے تھے کہ ''میرے مرنے کے بعد میری قبر پر بھی آ کر کسی نے سوال کیا کہ مرزا قادیانی کون تھا؟ تو میری قبر کے ذرّے ذرّے سے آواز آئے گی کہ مرزا قادیانی کافر تھا، اس کے ماننے والے سب کافر ہیں۔۔۔۔''

ہندو آریہ سماج تنظیم جو مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے لیے دل آزار کتابیں شائع کرواتی رہتی تھی، 1923ء کے اواخر میں اس تنظیم کے سرگرم رکن راجپال نے ایک ایسی دل آزار کتاب شائع کی، جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں بے پناہ گستاخیاں کی گئی تھیں۔ کتاب کی اشاعت سے پورے ملک میں کہرام مچ گیا۔ مسلمانوں نے احتجاجی جلسے اور جلوس نکالنے شروع کر دیے۔ ملزم راجپال کے خلاف مقدمہ درج ہوا۔ پھر راجپال

کو 6 ماہ قید اور ایک ہزار روپے جرمانہ ہوا۔ بعد ازاں ہائی کورٹ نے نہ صرف ملزم کو بری کر دیا بلکہ اس کا جرمانہ بھی معاف کر دیا۔ اس دل آزار کتاب کی اشاعت جاری رہی۔ اپریل 1929ء کو غازی علم الدین ٹھیک ایک بجے راجپال کی دکان پر پہنچ گئے اور دریافت کیا کہ راجپال کہاں ہے؟ راجپال نے خود ہی کہا۔ میں ہوں کیا کام ہے؟ غازی صاحب نے چھری نکال کر اس پر بھرپور حملہ کیا۔ پھر پے در پے وار کر کے اسے واصل جہنم کر دیا اور کہا یہی کام تھا۔

غازی صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔ 10 اپریل 1929ء کو سیشن جج کی عدالت میں مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ 22 مئی 1929ء کو غازی صاحب کو سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا۔ 30 مئی کو ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی گئی۔ 15 جولائی کو قائداعظم محمد علی جناحؒ اس مقدمہ کی وکالت کے لیے ہائی کورٹ میں پیش ہوئے مگر ہائی کورٹ نے اپیل خارج کر دی جس کے نتیجہ میں 31 اکتوبر 1929ء کو میانوالی جیل میں آپ کو پھانسی دے دی گئی۔ جسد اطہر کو میانوالی سے لاہور لایا گیا۔ جنازہ میں لاکھوں عاشقانِ رسول ﷺ نے شرکت کی۔ آپ کو لاہور کے میانی قبرستان میں دفنایا گیا۔ غازی علم الدین شہید برصغیر کے شہیدان ناموس رسالت ﷺ کے ہیرو ہیں۔ غازی علم الدین شہیدؒ کی عظمت پر مبنی ایک ایمان افروز واقعہ ملاحظہ کیجیے:

''1953ء کی تحریک ختم نبوت میں قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ گرفتار ہو کر میانوالی جیل میں قید ہوئے۔ دورانِ قید میں ان کی ملاقات عبداللہ نامی ایک ایسے خوش نصیب قیدی وارڈن سے ہوئی جو جیل میں غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی پر مامور تھا۔ عبداللہ نے قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو کئی مواقع پر غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات سنائے۔ ایک دن عبداللہ وارڈن نے قاضی صاحب کو بتایا کہ آپ بہت خوش قسمت ہیں کہ آپ غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ والی کوٹھری میں قید ہیں۔ قاضی صاحب نے عبداللہ سے درخواست کی کہ وہ غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ناقابل فراموش واقعہ سنائے۔ عبداللہ وارڈن کے چہرے پر مزید نورانیت اور بشاشت اتر آئی۔ پھر اس نے بتایا کہ جس دن یعنی 31 اکتوبر 1929ء کو جب غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کو پھانسی ہونا تھی، اس سے ایک روز پہلے میں حسب معمول غازیؒ کی کوٹھڑی کا پہرا دے رہا تھا۔ پیدل چلتے ہوئے میں کوٹھری سے ذرا فاصلے پر عام قیدیوں کی بیرک کی طرف آ گیا۔ مڑ کر کیا دیکھتا ہوں کہ غازی کا کمرہ خوبصورت اور دلکش روشنیوں سے بھر گیا ہے۔ میں یہ سمجھا کہ شاید غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کمرے کو آگ لگا لی

ہے۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ نور کا ایک بادل ہے جو تیزی سے آسمانوں کی طرف چلا گیا۔ چنانچہ میں بھاگم بھاگ غازیؒ کی کوٹھری کی طرف بھاگا۔ اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ پورا کمرہ بہترین اور مسحور کن خوشبوؤں سے معطر اور منور تھا۔ غازیؒ حالت سجدہ میں زاروقطار رو رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اٹھے تو میں نے ان کی قدم بوسی کی اور خود بھی بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ پھر میں نے عرض کیا، غازی صاحب یہ کیا ماجرا تھا؟ غازی صاحب نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے پھر عرض کیا کہ حضرت! آپ یہ اہم راز اپنے سینے میں لے کر نہ جائیں اور اس واقعہ کی تفصیلات ضرور بتائیں، بہرحال غازیؒ نے میرے بے حد اصرار پر فرمایا، عبداللہ! تمھیں معلوم ہے کہ مجھے کل پھانسی ہو رہی ہے۔ میری دلجوئی اور حوصلہ افزائی کے لیے شافع محشر، حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی ﷺ اپنے خاص صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ یہاں خود تشریف لائے اور بڑی محبت اور شفقت فرمائی۔ اس موقع پر حضرت علیؓ نے مجھ سے پوچھا کہ غازی بیٹا! تمھیں پھانسی کا خوف تو نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا۔ حضور! بالکل نہیں۔ فرمایا: بیٹا اگر کوئی خوف ہے تو آؤ ہمارے ساتھ چلو۔ میں نے پھر عرض کیا۔ حضور! نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔ میں تو بہت خوش اور مطمئن ہوں۔ پھر پیارے آقا و مولا حضور نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا: غازی بیٹا! پھانسی کے وقت جیل حکام تم سے تمہاری آخری خواہش پوچھیں گے، تم کہنا کہ میرے ہاتھ کھول دیں۔ میں پھانسی کا پھندا چوم کر خود اپنے گلے میں ڈالنا چاہتا ہوں تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ مسلمان اپنے پیارے نبی ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا سب سے بڑی سعادت سمجھتا ہے۔ دوسرا یہ کہ تم روزہ رکھ کر آنا، میں تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور فرشتوں کے ہمراہ حوض کوثر پر تیرا استقبال کروں گا اور ہم سب روزہ اکٹھے افطار کریں گے"۔

یہ ہے تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا صلہ!

نورابدمعاش

مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے: "مجھے وہاڑی کے ایک گاؤں سے بڑا محبت بھرا خط لکھا گیا کہ مولانا صاحب! ہمارے گاؤں میں آج تک ختم نبوت پر بیان نہیں ہوا۔ ہمارا بہت دل کرتا ہے کہ کوئی اس اہم موضوع پر خطاب کرے۔ آپ ہمیں وقت عنایت فرما دیں، ہم تیاری کر لیں گے۔" میں نے محبت بھرے جذبات دیکھ کر خط لکھ دیا کہ فلاں تاریخ کو میں حاضر ہو جاؤں گا۔ دیئے گئے وقت پر میں ٹرین سے اتر کر تانگہ پر بیٹھ کر گاؤں پہنچ گیا تو آگے میزبانوں

نے مجھے ہدیہ کا لفافہ پیش کر کے کہا، مولانا آپ جا سکتے ہیں ہم بیان نہیں کروانا چاہتے۔ میں نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ ہمارے گاؤں میں 90 فیصد قادیانی ہیں، وہ ہمیں دھمکیاں دیتے ہیں کہ اگر تحفظ ختم نبوت پر بیان کروایا تو نہ تمہاری عزتیں، نہ مال، نہ گھر بار محفوظ رہیں گے۔ مولانا ہم کمزور ہیں، غریب ہیں، تعداد میں بھی کم ہیں، اس لیے ہم یہ خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ میں نے انھیں لفافہ واپس کیا اور کہا، بات تمھاری ہوتی یا میری ہوتی تو واپس چلا جاتا، بات مدینے والے آقا ﷺ کی عزت کی آ گئی ہے، اب بیان ہوگا اور ضرور ہوگا۔ وہ گھبرا گئے کہ آپ تو چلے جائیں گے، مسئلہ تو ہمارے لیے ہوگا۔ میں نے کہا: ''اس گاؤں کے آس پاس کوئی ڈنڈے والا ہے؟'' انہوں نے بتایا کہ گاؤں سے کچھ دور نورا ڈاکو ہے، پورا علاقہ اس سے ڈرتا ہے۔ میں نے کہا چلو مجھے لے چلو نورے کے پاس۔ جب ہم نورے کے ڈیرے پر پہنچے تو ہمیں دیکھ کر نورا بولا! اَج خیر اے، مولوی کیوں آ گئے نیں؟ میں نے کہا! نورے! حضور ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کا مسئلہ ہے، تمھاری ضرورت پڑ گئی ہے۔ اس سلسلہ میں، میں نے اسے پوری بات بتائی اور کہا کہ اس پر تم کچھ کرو؟ میری بات سن کر نورا بجلی کی طرح کھڑا ہوا اور بولا: مولوی صاحب! ''میں ڈاکو ضرور آں پر بے غیرت نئیں آں۔'' وہ ہمیں لے کر مسجد کی طرف چل نکلا۔ میں نے مسجد میں 3 گھنٹے بیان کیا اور نورا ڈٹ کر کھڑا رہا۔ آخر میں نورے نے یہ کہا کہ اگر کسی نے مسلمانوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو وہ نورے سے بچ نہیں سکے گا۔ میں تقریر کر کے واپس اپنے گھر آ گیا۔ کچھ ماہ بعد میرے گھر پر ایک آدمی آیا، سر پر عمامہ، چہرے پر داڑھی، زبان پر درود پاک کا ورد، میں نے پوچھا، ''کون ہو.....؟'' وہ رو کر بولا، ''مولانا! میں نورا ڈاکو آں۔ جب اس دن میں واپس گھر جا کر سویا۔ تھوڑی دیر بعد آنکھ لگی ہی تھی کہ پیارے مصطفی کریم ﷺ میرے خواب میں تشریف لائے۔ میرا ماتھا چوما اور فرمایا، ''آج تو نے میری عزت پر پہرا دیا ہے۔ میں اور میرا اللہ تم پر خوش ہو گئے ہیں۔ اللہ نے تیرے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔'' مولانا صاحب! اس کے بعد میری آنکھ کھلی تو سب کچھ بدل چکا تھا۔ اب تو آنکھوں سے آنسو ہی خشک نہیں ہوتے۔ مولانا صاحب! میں آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں کہ آپ کی وجہ سے تو میری زندگی ہی بدل گئی، میری آخرت سنور گئی ہے۔

شیزان Shezan کا بائیکاٹ کیجیے!

شیزان گستاخان رسول ﷺ قادیانیوں کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔اس کی آمدنی کا ایک کثیر حصہ دارالکفر چناب نگر (ربوہ) جاتا ہے۔مسلمان اپنی کم علمی کی بنا پر اس کے مشروبات اور دیگر مصنوعات خرید کر کم از کم 25 فیصد فنڈ قادیانیوں کو جمع کرواتے ہیں اور اس طرح اپنے آقا و مولا حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، دین اسلام اور وطن عزیز پاکستان کی مخالفت کے بھیانک جرم میں شریک ہو جاتے ہیں۔حالانکہ شیزان کی تمام اشیاء حرام اور لحم الخنزیر کی حیثیت رکھتی ہیں۔قادیانیوں کا کفر دیگر کافروں (ہندوؤں، عیسائیوں، یہودیوں وغیرہ) کے کفر سے جدا ہے۔قادیانی مرتد اور زندیق ہیں۔لہٰذا ان سے کسی بھی قسم کا کاروبار اور لین دین کرنا حرام ہے۔شیزان کی تمام تر مصنوعات اور اس کے دیگر اداروں کا مکمل بائیکاٹ ہر غیور مسلمان عاشق رسول ﷺ کا دینی و ملی فرض ہے۔علاوہ ازیں اگر آپ کی نظر میں کوئی دوسری قادیانی کمپنی یا آپ کے شہر میں کسی قادیانی کی دکان ہے تو اس کا بھی بائیکاٹ کیجیے۔

توجہ فرمائیں! مسلمانوں کے بائیکاٹ کے بعد اب شیزان نے پران (Pran) اور مشموم (Mashmoom) کے نام سے اپنا نیا کاروبار شروع کیا ہے۔یاد رہے کہ یہ ایک ہی کمپنی کے مختلف نام ہیں جو مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے لانچ کی گئی ہیں۔ان کا مکمل بائیکاٹ کرنا ہر مسلمان کی دینی غیرت و حمیت کا تقاضا ہے۔

دفاعِ ختمِ نبوّت کونسل پاکستان خط و کتابت کورس

پی۔او۔باکس نمبر 81۔جی پی او۔دی مال۔لاہور پاکستان

زیر سرپرستی
◉ جسٹس (ر) میاں نذیر اختر (قائم مقام چیف جسٹس، لاہور ہائی کورٹ)
◉ ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی (پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس، پی ایچ ڈی (فقہ) (ر) سابق کمشنر سیکرٹری)

0331-4421965, 0322-4356986, 0321-3178878 0333-4432090
www.difaekhatmenabowat.com